تبصرے (۲)

مولانا عبد اللہ
طارق دہلوی

حیاتِ خلیل (حصہ اول و دوم) از محمد ثانی حسنی ندوی۔ کتابت و طباعت گوارا۔ ضخامت ۶۱۲ صفحات۔ قیمت مجلد بیس روپے۔ پتہ:۔ مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ (یوپی)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح نگاری کا فرض تو صاحب سوانح کے خلیفہ فاضل جلیل حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مرحوم تذکرۃ الخلیل لکھ کر بہت پہلے ادا کر چکے ہیں، لیکن کسی شخصیت کی زندگی کے کونسے حالات سوانح حیات میں درج ہونا ضروری ہیں اور کونسے غیر ضروری ہیں یا کم اہم ہیں اس کا فیصلہ تمام تر سوانح نگار ہی کرتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ایک سوانح نگار جن واقعات کا اندراج ضروری نہ سمجھے دوسرے کی نظر میں وہ ضروری ہوں۔ بس یہ حقیقت ہے جو کسی ایک شخص پر ایک سے زاید اہل قلم کو سوانح نگاری پر آمادہ کرتی ہے

چنانچہ استاذِ محترم شیخ وقت حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور جو حضرت صاحبِ سوانح کے جلیل القدر خلیفہ ہیں اور جن کو اپنے شیخ کے ساتھ رہنے کے طویل مواقع ملے ہیں ضرور ایسے بہت سے واقعات ہو سکتے تھے جو دوسرے حضرات کے علم میں نہ آئے ہوں اس لئے ضرورت تھی کہ حضرت شیخ موصوف بھی کوئی سوانح یا تذکرۃ الخلیل کا ضمیمہ لکھیں لیکن اپنی مصروفیات اور پیرانہ سالی کی وجہ سے خود یہ کام کرنے کے بجائے اپنے ایک شاگرد و عقیدت مند کے ہاتھوں یہ کام کرایا۔ اور خود اس کے ایک ایک جملے اور سطر میں اس طرح شریک رہے کہ بس املا نہیں کرایا مگر مضامین تمام تر آپ کی نگرانی میں ہی ترتیب پائے۔ چنانچہ محترم مولانا ابوالحسن علی ندوی مقدمہ کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"انھوں نے عزیز موصوف کو نہ صرف اس کام پر مامور فرمایا بلکہ ان کی

پوری سرپرستی کی جس وقت سے یہ کام شروع کیا گیا ان کی ساری توجہ اس پر مرکوز ہو گئی۔ اور ان کو اس کی تکمیل کا ایسا انتظار و اشتیاق رہنے لگا جیسے کسی عاشق کو کسی محبوب کی آمد کا انتظار ہوتا ہے (ص۱۵)
حضرت شیخ الحدیث صاحب کے قریبی حضرات جانتے ہیں کہ موصوف کا وقت بہت ہی مصروف رہتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود:-

"کتاب کے مسودے کو انھوں نے حرف بحرف سنا۔۔ انھوں نے اپنی انتہائی مصروفیت میں اس کے لئے وقت نکالا فرداً فرداً اشخاص کی تصحیح کی ماخذ کی نشاندہی فرمائی جہاں تفصیل کی ضرورت تھی وہاں تفصیل اور جہاں تو ضیح کی ضرورت تھی وہاں توضیح سے کام لیا" (مقدمہ ص۱۵)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر اہتمام اور لگن سے آپ نے اس کتاب کو خود مکمل کیا اور کرایا ہے اس سے کتاب کا درجہ استناد بھی بڑھ گیا ہے

اس کتاب کا سب سے بڑا ماخذ بقول مؤلف خود تذکرۃ الخلیل ہی ہے (ص۹۲)
چنانچہ اس کو چھوڑ کر اس کتاب کے بنیادی ماخذ اگر آپ شمار کرنا چاہیں تو ایک ہاتھ کی انگلیوں سے ساتھ انگوٹھا ملانے کی ضرورت نہ پڑے گی، یعنی حضرت شیخ موصوف زید مجدہ کی آپ بیتی کے متعدد حصے اور آپ کی جمع کردہ تاریخ نظاہر یا اور حضرت شیخ کا روزنامچہ جس سے جگہ جگہ آپ بیتی میں بھی نقلیں ہیں۔ ان کے علاوہ خود صاحب سوانح مرحوم کے مقدمہ الکمال الشیم اور مولانا عبدالحی الحسنی کے سفرنامہ دہلی سے بھی بعض واقعات لئے گئے ہیں۔ اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم کا ابتدائی تدریسی دور چونکہ دارالعلوم دیوبند میں بھی گزرا ہے اس لئے اس دور کے کچھ واقعات حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی نقش حیات سے بھی لیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ کہیں کسی مناسبت سے نزہۃ الخواطر، مکاتیب رشیدیہ اور خوانِ خلیل وغیرہ کا ذکر بھی آ گیا ہے۔

ان حالات میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ تذکرۃ الخلیل پر جن چیزوں کا اس کتاب میں اضافہ ہے وہ تقریباً سب حضرت شیخ الحدیث صاحب ہی کے خزانۂ معلومات کا عکس ہے۔ اور انہی کے حسبِ منشا اس کو مرتب کیا گیا ہے۔ ان تمام حقائق کے پیش نظر حضرت شیخ موصوف کا آغاز کتاب میں یہ جملہ:-

"اس ناکارہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اگر نہ لکھتے تو زیادہ اچھا ہوتا"

کچھ بے ربط سا نظر آتا ہے، لیکن بظاہر اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے مضامین کو حضرت شیخ موصوف نے حذف کرنا مؤلف کی دل شکنی کے خیال سے مناسب نہ سمجھا ہوگا۔ مؤلف کتاب نے حضرت شیخ موصوف کے مزاج کی مناسبت میں جہاں بھی ان کا ذکر کیا ہے عنوان بنا کر نہیں کیا ہے، حتیٰ کہ بعض مقامات پر جہاں اصلاً حضرت شیخ موصوف ہی کا ذکر کرنا مقصود ہے وہاں بھی عنوان کچھ دوسرا ہی قائم کیا گیا ہے۔ مثلاً صـ۲۲۹ پر ان کے مدرس مقرر ہونے کا ذکر اصلاً اور بالقصد ہے مگر عنوان ہے "ایک نیا اور مبارک تقرر"

صـ۲۲ و صـ۲۱۱ پر ان کے شیخ الحدیث مقرر کئے جانے کا ذکر ہے مگر عنوان ہے:

"مدرسہ مظاہر العلوم میں بعض تبدیلیاں اور مبارک اضافہ"

صـ۱۳ پر حضرت شیخ موصوف کے شیخ الحدیث بنائے جانے اور ناظم مدرسہ مولانا عبداللطیف صاحب مرحوم کو ان کے مشوروں کا پابند کئے جانے کا ذکر ہے مگر عنوان ہے: "زندگی کا آخری مکتوب"

مقدمہ نگار نے ایک جگہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہٗ کے متعلق لکھا ہے:

"انھوں نے اپنی تصنیفات، درس حدیث اور بیعت و ارشاد کے ذریعہ اس طریق اور سلسلے[1] کے فیوض اس طرح عام کئے ہیں کہ اس سے پہلے اس کی نظیر آسانی سے تلاش نہیں کی جا سکتی" صـ۱۳

ایک ذمہ دار مصنف کے قلم کی یہ سطریں وہ حضرات غالباً تعجب کے ساتھ دیکھیں گے جن کو ماضی قریب ہی اہم شخصیت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ہمہ گیر اصلاحی و تجدیدی خدمات حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ملک و بیرون ملک میں پھیلے ہوئے فیوض اور حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ کے ہند و پاکستان میں پھیلے ہوئے اثر و نفوذ کا اور دیگر بہت سے اکابر اہل اسلام کی عظیم و وسیع خدمات کا علم ہوگا۔ اور وہ شاید کہہ اٹھیں "حفظت شیئاً وغابت عنك اشياء" ــــــ کتاب اپنی طباعت کے لحاظ سے ناشروں کے معیار

[1] حاجی امداد اللہ صاحب کا سلسلہ چشتیہ صابریہ۔